# مطالعۂ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

## (افکارِ گولن کی روشنی میں)

طلعت صفدر☆

**Abstract:**

"History of biased orientalists proves that in their fabricated stories about the biography of Holy Prophet Hazrat Mohammad (Sallallaho Alaihi Wasallam), they had been used slang and abusive language. As well as it has been assumed and argued that Holy Prophet had copied from Judaic and Christian sources. No doubt, poisonous kind of books and other printed literature as well as online denigration campaign harms the glory of Islam and its messenger (PBUH). Now duty lies on our prolific Muslim scholars, writers and orators to handle the situation through their scholarly efforts i.e. publishing books and essays on the topics of Seerah for the propagation and preaching of the mission of Holy Prophet all over the world. Mohammad Fethullah Gulen (Turkish) authored many books to pay homage to the Holy Prophet. His latest book "Noor-e-Sarmadi Fakhr-e-Insaniyt" is a collection of his lectures delivered in different mosques. Through this article this book has been reviewed to judge the standpoint of Gulen regarding the significance of Seerah in 21st century."

ترکی کے مشرقی حصہ میں واقع مقام ارضروم میں 1938ء کو رامز آفندی (Ramiz Ependi)

---

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی فیصل آباد

کے ہاں جس بچے نے جنم لیا۔ اسے لوگ فتح اللہ گولن کے نام سے جانتے ہیں۔ اہلِ ترکی اظہارِ عقیدت کے طور پر انھیں "Hoca efendi" یعنی بہت بڑا عالم کہتے ہیں۔ فتح اللہ گولن کی ابتدائی تعلیم کے مراحل گھر اور مقامی مدارس میں طے ہوئے، چھوٹی سی عمر میں حفظ قرآنِ مجید کی سعادت حاصل ہو گئی۔ والدین کا رجحان دین کی طرف تھا، لہٰذا بیٹا اس خواب کو پورا کرتا ہوا آگے بڑھتا رہا اور ازمیر اور استنبول وغیرہ کے سفر بھی اسی مقصد کے لیے گئے۔ گولن کے دینی شغف پر تبصرہ کرتے ہوئے Dogu Ergil نے لکھا:

> "Since his childhood Gulen looked at life through the window of faith."(1)

دینی علوم سے آگاہی کے ساتھ ساتھ ادب تاریخ اور فلسفہ بھی گولن کے موضوع ہائے دلچسپی ہیں۔ خالص سائنسی علوم مثلاً فزکس، کیمسٹری اور بیالوجی وغیرہ میں بھی مہارت حاصل کی۔ اسلامی تہذیب وتمدن کے فہم کے لیے امام غزالیؒ، امام ربانیؒ اور جلال الدینؒ، امام ابوحنیفہؒ کے کام کا انتخاب کیا۔ دینی علوم کے اصل ماخذ تک براہِ راست رسائی کا انھیں شوق السنہ شرقیہ مثلاً عربی اور فارسی سیکھنے کے لیے معاون ثابت ہوا۔ مطالعہ کو وسعت دینے کے لیے اپنے معاصر علماء مثلاً الملیکی (Elmaliki)، محمد حمدی، مصطفیٰ صبری، اسماعیل فنّی، شمس الدین گونالتے اور محمد علی عیسیٰ وغیرہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ تصوف کو اسلام کی رُوحانی زندگی گردانتے ہوئے ترکی کی رُوحانی شخصیات مثلاً احمد یساوی (Yasawi)، یونس امریؒ، جلال الدین رومیؒ اور حاجی بکتاش ولی (Bektash Veli) کے ذخیرہ سے بھرپور استفادہ کیا۔

تعلیم مکمّل ہونے پر انھیں حکومتِ ترکی نے بہت بڑے سرکاری عہدے یعنی ''امام'' پر فائز کیا نیز انھیں 1958ء کو State Preacher License بھی عطا ہوا۔ اِس اعزاز کی وجہ سے انھیں ترکی اور بیرونِ ترکی اشاعتِ اسلام کے نادر مواقع حاصل ہوئے۔ اس اعزاز سے قبل بھی آپ اپنی مبلّغانہ سرگرمیاں آغاز کر چکے تھے۔ مساجد کے منبروں سے لے کر قہوہ خانوں تک جا جا کر دینی شعور بیدار کرتے رہے۔ ترکی کے سماجی اور سیاسی دائرہ اثر میں گولن نے چونکا دینے والا کردار ادا کیا۔ عوام کے اذہان کو تعلیم کی روشنی سے اُجالنا گولن کی تحریکی زندگی کا مقدس مشن ہے۔ ان کی تحریک خدمت (جس کا آغاز 1990ء سے ہو گیا تھا) ترکی اور یورپ میں تعلیمی اداروں کا جال بچھا چکی ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں اِس حوالے سے ان کی ان خدمات کا اعتراف کیا جا چکا ہے۔ مثلاً استانبول کے نواح میں فیتھ یونیورسٹی (پرائیوٹ) کا قیام جس کے شعبہ جات کی تفصیل اِس طرح ہے ہیومینیٹی، سوشل سائنسز، انجینئرنگ اور پیشہ وارانہ تعلیم وغیرہ وغیرہ اس یونیورسٹی کی انقرہ میں قائم ایک شاخ میں نرسنگ کی تربیت کا شعبہ اور سکول آف میڈیسن قائم ہے۔ ترکی ثقافت کو متعارف کرانے، بین المذاہب سرگرمیاں انجام دینے اور کانفرنس اور سیمینار منعقد کرانے کے لیے امریکن سکولوں میں سنٹرز قائم کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ترکی کا کثیر الاشاعت اخبار ''زمان'' بھی تحریک خدمت کے کریڈٹ پر ہے۔ سیٹلائٹ ٹیلی وژن کے ذریعے

گولن کے خیالات کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ عوام کو معلومات اور تفریح بھی فراہم کی جاتی ہے۔''[۲]

مسلم اکثریتی ممالک کے عوام کی اِس سوچ کو گولن نے ہدفِ تنقید بنایا ہے کہ مسلمان دُنیا بھر میں نو آبادیاتی نظام کے صدمے سہتے ہیں، ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہیں یا انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنتے ہیں تو اس کا سبب مغرب ہے۔ مسلم اُمہ کے دُکھوں کا مداوا ان کے نزدیک ممکن ہے اگر درج ذیل پہلوؤں پر توجہ دی جائے۔ مثلاً:

"Healthy blend of religion and science that would meet the need of mind and soul. Simultaneously reifying Islam from the historical and cultural beggage full of superstitions, anger and violance because it has been infested with politics and has been an instrument of power struggle."[3]

ساری دُنیا بالخصوص عالمِ اسلام کے دیرپا قیامِ امن کے لیے گولن صاحب نے "Redical Islam" کی تھیوری مسترد کر دی ہے۔ مذاکرات کے ذریعے امن کے متمنّی فتح اللہ گولن بین المذاہب مکالمہ پر یقین رکھتے ہیں۔ اِس مقصد کے لیے وہ بارہا یہودی اور مسیحی راہنماؤں سے مِل کر اِن کے سامنے قیامِ امن کی تجاویز رکھ چکے ہیں۔ ان کا یہ اقدام ممکن ہے کہ ترکی کے بعض سیاسی حلقوں میں قابلِ قبول ہو یا نہ ہو، لیکن بین الاقوامی سطح پر انھوں نے ایک امن پسند مسلمان کے امیج کو خوب نمایاں کیا۔ 11 ستمبر 2001ء میں امریکہ میں ہونے والی جارحیت کی مذمت کرتے ہوئے اپنی ایک پریس ریلیز میں گولن صاحب نے کہا:

"Terror can never be used in the name of Islam or for the state of any Islamic ends. Muslim can only be the representative and symbol of peace, wellfare and prosperity."[4]

عظیم ترک راہنما بدیع الزماں سعید نورسی کے افکار ونظریات کا خوبصورت رچاؤ فتح اللہ گولن کے کارہائے نمایاں میں نظر آتا ہے۔ تحریکی کاموں کے ساتھ ساتھ قلم وقرطاس سے ان کا رشتہ بھی بہت گہرا ہے۔ ساٹھ سے زائد کتب میں اپنے خیالات وافکار کی ترجمانی کر چکے ہیں۔ لاتعداد ملکی اور بین الاقوامی رسائل واخبارات کو اپنے مضامین سے مزین کر چکے ہیں۔ آپ ان خوش نصیب مصنّفین میں سے ہیں جن کے حینِ حیات ان کا تحقیقی اور تخلیقی کام مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ نمونے کے طور پر چند کتب کے نام نذرِ قارئین:

1- Key concepts in the practice of sufism.
2- Essentials of Islamic faith.
3- Prophet Mohammad as Commander.

۴۔اسلام اور دورِ حاضر۔ ۵۔تعمیرِ شخصیت۔
۶۔حیات بعد الموت۔ ۶۔شکستہ صراحی۔
۸۔المیزان۔ ۹۔جہاد اور اس کی حقیقت۔

گولن کی شخصیت اور پیغام سے شناسائی حاصل کرنے کے لیے چند ویب سائٹس بھی موجود ہیں۔مثلاً:

English :http://:en.fgulen.com
Urdu :http://:pk.fgulen.com
Arabic :http://:ar.fgulen.com

## محمد صلی اللہ علیہ وسلم نوری سرمدی فخرِ انسانیت: ایک تعارف

سیرتِ رسول ﷺ فتح اللہ گولن کے مستقل موضوعات میں سے ہے۔ ترکی زبان میں ''Sonsur Nur'' نامی آپ کی کتاب کا ترجمہ محمد ﷺ نور سرمدی فخرِ انسانیت کے نام سے دستیاب ہے۔ یہ ترجمہ Harmony Publication اسلام آباد کی جانب سے 16000 کی تعداد میں شائع ہوا ہے۔ حالانکہ عام کتابیں 1000 کی تعداد میں ہی شائع ہوتی ہیں۔ دو جلدوں اور 1030 صفحات پر مشتمل یہ کتاب گولن صاحب کے ان لیکچروں کا مجموعہ ہے جو آپ نے مختلف مساجد میں دیے اور ان کے تلامذہ نے انھیں جمع کر لیا۔ بعد ازاں ان مندرجات کو مصنّف کی توثیق کے بعد شائع کیا گیا۔ خطیبانہ اسلوب کی حامل اِس کتاب کا حسن صوری دلفریب ہے۔ نیلے رنگ کی ہلکی اور گہری شیڈ کے ساتھ سفید رنگ کا استعمال موضوع کی متانت سے ایک گونہ مناسبت رکھتا ہے۔ عربی اور اُردو متن کو فونٹ سٹائل کے ذریعے ممیّز کیا گیا ہے۔ فونٹ سائز بھی مناسب ہے، جس سے قاری کو مطالعہ کے دوران اُکتاہٹ یا دِقت محسوس نہیں ہوتی، جہاں تک مقصد تالیف کا تعلق ہے تو وہ مصنّف کی زبانی کچھ اِس طرح ہے، کہتے ہیں:

> ''دوسرے بہت سے حضرات کی طرح میری بھی یہ دیرینہ خواہش تھی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم شخصیت پر روشنی ڈالوں اور آپ کے شایانِ شان آپ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کروں۔ تاکہ لوگوں کو پتہ چل سکے کہ آپ ﷺ تمام انسانیت کے لیے نجات دہندہ اور آپ کی تعلیمات ناقابلِ حل مشکلات کا حل اور لاعلاج بیماری کا علاج ہے۔''(۵)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

> ''حسبِ معمول ہم کتبِ سیرت میں ذِکر کردہ تفصیلات میں نہیں جائیں گے بلکہ صرف خاص خاص امور کا تذکرہ کریں گے۔ ہمارا بنیادی مقصد حضرت سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو اُجاگر کرنا ہے۔''(۶)

لہٰذا اِس کتاب کو تبلیغی مقصد کے تحت تحریر کی جانے والی کتب کے زمرے میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ ایسی کتبِ سیرت کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس کو سلیس اور سہل زبان میں سادہ سے اسلوب اور

مؤثر ومحکم دلیل کے ساتھ ایسے تحریر کیا جائے کہ ذہن پر اِس کا ابلاغ فوری ہو نیز خلوص اور شیریں بیانی کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر قاری کو عمل پر برانگیختہ کرے۔ گولن صاحب کامیاب لکھاری قرار دیے جا سکتے ہیں کہ ایک عام سی علمی اِستعداد رکھنے والا قاری بھی اِس کتاب سے بہ سہولت اِستفادہ کر سکتا ہے۔ اِس طرح پیامِ سیرت سُرعت کے ساتھ عام ہو جاتا ہے۔ بقول مولانا ابوالاعلیٰ مودودی:

''قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں چونکہ ایک مشن رکھتے ہیں۔ ایک مقصد اور مُدّعا کو لیے ہوئے ہیں۔ اِس لیے ان کو سمجھنے کا انحصار اس پر ہے کہ ہم ان کے مشن مقصد اور مدعا کو کس حد تک سمجھتے ہیں۔ اس چیز کو نظر انداز کر کے دیکھیے، تو قرآن عبارتوں کا ایک ذخیرہ اور سیرت پاک واقعات وحوادث کا ایک مجموعہ ہے۔''(۷)

مولانا صاحب مزید فرماتے ہیں کہ ''تاریخی تحقیق کا کمال دِکھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور آپ کے عہد کے متعلق صحیح ترین اور وسیع ترین معلومات کے ڈھیر لگائے جا سکتے ہیں، لیکن رُوحِ دین کو نہیں پہنچ سکتے۔''(۸)

پوری کتاب کو پانچ اجزاء میں تقسیم کر کے اسے پہلا، دوسرا اور تیسرا حصہ وغیرہ کا عنوان دیا ہے۔ تمام حصوں کو باقاعدہ عنوانات کے تحت ضبطِ تحریر میں لایا گیا ہے۔ نیز قدرے طویل اجزاء کو ابواب میں بھی تقسیم کیا گیا ہے اور فصول بھی قائم کی گئی ہیں۔ کتاب جلد اوّل کے اِبتدائی ۵۷ صفحات فہرست مضامین، مصنّف کے تعارف، مقدمہ از مصنّف اور تمہید پر مشتمل ہیں۔ پانچویں حصے کے موضوعات کی تفصیل حسب ذیل ہے:

پہلا حصہ: انبیاء ورُسل علیہم السّلام

یہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے، جس میں بعثت انبیاء کے مقاصد اور انبیاء کے اوصاف وغیرہ مذکور ہیں۔

دوسرا حصہ: نبی کریم ﷺ بحیثیت مربی

یہ جز و پانچ فصول پر منقسم ہے، جس میں حضور ﷺ کا اُسوہ بطور سربراہ خاندان، بحیثیت باپ، اصولِ تربیت اور نظامِ تعلیم کے واضع اوّل کے طور پر دیا گیا ہے نیز مختلف شعبہ ہائے علوم میں آپ ﷺ کی تیار کردہ عبقری شخصیات کا تعارف بھی دیا گیا ہے۔''

تیسرا حصہ: مشکلات کا حل پیش کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ثانی نہ تھا۔☆

پہلی جلد کا اختتام حوالہ جات پر ہوا ہے۔ بھلے کتاب کا مقصد تالیف تبلیغی ہے۔ باوجود اس کے قارئین کو یہ سہولت دی گئی ہے کہ وہ بیانات کی جانچ پڑتال اور تفصیل جاننے کے لیے اصل مآخذ کی طرف مراجعت کر سکتے ہیں۔ یہ کوشش کتاب کو اور زیادہ وقیع بنا دیتی ہے۔ اسی طرح دوسری جلد کا آغاز فہرست مضامین سے ہوتا ہے۔ کتاب میں شامل چوتھے اور پانچویں حصے کی تفصیل اس طرح ہے:

---

☆ عنوانات یا ابواب کا ٹائٹل پورے جملے پر مشتمل نہیں ہوتا بلکہ اس کا حسن اختصار اور جامعیت ہوتا ہے۔

حصہ چہارم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا عسکری پہلو اِس کے ذیل میں رسول اللہ کی عسکری مہارت تا مہ غزوات رسول ﷺ اور قائد کے ضروری اوصاف کا تذکرہ ہے جنھیں اُسوۂ رسالت مآب کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔

پانچواں حصہ: عصمت انبیاء اور عصمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

یہاں عصمت کا معنی ومفہوم دینے کے علاوہ حیاتِ طیبہ پر عصمت کے اثرات کا ایک جائزہ بھی لیا گیا ہے۔

دوسری جلد کی اہم بات یہ ہے کہ اس میں الحاقی طور پر ایک جزو کا اضافہ کیا گیا ہے، جسے ''اسلامی شریعت میں سنت کی اہمیت اور مقام'' کا ٹائٹل دیا گیا ہے۔اس کا آغاز بھی مقدمہ سے ہوا ہے۔ یہ حصہ تین ابواب اور فصول پر مبنی ہے۔ دوسری جلد کے آخر میں ''خاتمہ'' کے عنوان سے حصہ ہذا کا نچوڑ پیش کر کے سیرت پر مستشرقین کی ہرزہ سرائی پر نقد کیا گیا ہے۔حواشی اور حوالہ جات کے علاوہ ''کتابیات'' کے عنوان کے تحت فہرست مصادر ومراجع قائم کی گئی ہے۔ مترجم محمد اسلام کی کوشش اس لحاظ سے قابلِ داد ہے کہ انھوں نے اِس انتہائی اہم سیرتی ادب کو اُردو کا جامعہ پہنا کر ''ومن ترکی نمی دانم'' کا مسئلہ حل کر دیا ہے، جس سے برادرِ اسلامی ملک ترکی کے اِس عظیم دانشور سے اُردو کے قارئین بھی اِستفادہ پر قادر ہوئے ہیں۔

## اصولِ سیرت نگاری کی روشنی میں مطالعۂ نورِ سرمدی فخرِ انسانیت

علم حدیث، فقہ، تفسیر، تاریخ اور علم الکلام کی تفہیم معرفت کے لیے علماء اسلام نے اصول وضع فرمائے۔ گو کہ سیرت کو سمجھنے کے اصول بھی موجود ہیں جن کا ذکر مجملاً کتبِ سیرت میں آیا ہے، مگر اصولِ سیرت پر مستقل نوعیت کی تصنیف موجود نہیں ہے، جہاں تک رسول اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مطہّرہ کے اصولوں کا تعلّق ہے تو ان کو حاصل کرنے کا بنیادی مآخذ قرآن مجید ہے، جہاں فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ اقدس کے لاتعداد گوشوں کو آیاتِ قرآنیہ کی زینت بنا کر آپ کے ذِکر پاک کو خلود بخشا گیا ہے۔

مثلاً اپنے ایک مختصر کتابچے میں سیرت نگاری کے اصولوں پر بات کرتے ہوئے ڈاکٹر طاہر القادری رقم طراز ہیں کہ آپ کی حیاتِ مبارکہ کا مطالعہ بطور ایک وحدت کے ہونا چاہیے۔ یعنی اس میں جمالیاتی، روحانی، احکامی اور اطلاقی پہلوؤں کو یکجا کر کے دیکھا جائے کیوں کہ اس کی وجہ سے سیرت کے ساتھ تعلّق پیدا ہوتا ہے۔ یہ تعلّق عملی زندگی میں اپنا رنگ ظاہر کرتا ہے۔ فکر وعمل کے بحران کے حل کے لیے بھی سیرت سے راہنمائی لی جائے۔ قرآن تعلیمات کو سیرت روشنی میں دیکھنے کی سعی کی جائے۔ سیرت کے مطالعہ کے ذریعہ مخاطب اپنے عقیدہ وعمل، اخلاقی و مادی تقاضوں اور دنیوی اور اُخروی زندگی میں توازن برقرار رکھ سکتا ہے۔ نیز اصول سیرت میں بھی ہے کہ حضور کے پیغام کی عالمگیریت کو سامنے رکھا جائے۔ فہم کمال سیرت میں عقل انسانی کی نارسائی کا اعتراف کیا جائے۔(۹)

اسی اعتبار سے دیکھا جائے تو ''نور سرمدی فخر انسانیت'' ان معیارات پر پوری اُترتی ہے۔ یہ وہی اصول ہیں جن کا التزام ضخیم کتب سیرت میں دکھائی دیتا ہے مگر گولن صاحب کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے چھوٹی دو جلدوں میں بھی ان اصولوں کے مطابق سیرت النبی ﷺ تحریر کی۔

''قرآن مجید میں آپ کی حیاتِ مبارکہ کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی ہے جس میں آپ کی اِبتدائی زندگی، یتیمی، غربت، جوانی میں مالی فراغت، تلاشِ حق، بعثت، نزولِ وحی، دعوت وتبلیغ، کفار کی مخالفت، اسلام کے فروغ، معراج، ہجرت، غزوات اور خود آپ کے اخلاق وعادات کی مختلف انداز میں وضاحت کی ہے یہی وجہ ہے کہ تمام سیرت نگاروں نے قرآن مجید کو سیرت کا پہلا ماٰخذ تسلیم کیا ہے۔''(۱۰)

فتح اللہ گولن کے ہاں کثرت سے آیاتِ قرآنیہ کو بطور استشہاد پیش کیا گیا ہے۔ کبھی آپ کی رحمت للعالمینی کا تذکرہ ہوا، یا آپ سے محبّت کو محبّتِ خداوندی کا ذریعہ ٹھہرانے کا موقع آیا۔ تحویل کعبہ کے یادگار واقعے کو تازہ کیا گیا تو محبوبِ خدا کی بے قراری بیان کرنے کے لیے قرآن سے بڑھ کر معتبر حوالہ اور کون سا ہوسکتا تھا۔ محبّ اور محبوب کی سرِعرش ملاقات کی کہانی کہی گئی تو سورہ اسراء کی روشن آیات کی گواہی لی گئی۔ گولن صاحب کو ساری دُنیا کے منصفوں کے منصف کی عدل گستری کی نظیر لانی مقصود ہوئی تو قرآن سے رجوع کیا۔ بیعت شجرہ کی رُوداد سنانا مقصود ہوئی تو گولن نے سورۃ الفتح آیت ۱۸ سے یہ حوالہ دینا ضروری جانا کہ:

''لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ ''(۱۱)

(اے پیغمبر) جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو خدا ان سے خوش ہوا۔)

گولن صاحب کے نزدیک قرآن مجید کی وہ تفسیر جو کتاب وسنت سے رُوگردانی کرتے ہوئے کی گئی ہو۔ اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ اس قسم کے مفسّرین کا نام لیے بغیر تنکیر کرتے ہوئے حسب ذیل نکتہ کی وضاحت فرماتے ہیں:

''حضرت یوسف کا ھمّ (قلق) اپنے حبیب کی خاطر تھا جب کہ زلیخا کا ھمّ (قلق) اس کے حبیب کی خاطر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے مفسّرین اللہ تعالیٰ کی دائمی نگرانی میں رہنے والے معزز نبی کے ''ھمّ'' اور شہوت سے مغلوب عورت کے ''ھمّ'' کے درمیان پائے جانے والے بہت واضح فرق میں امتیاز نہ کرسکنے کی غلطی کا شکار ہوئے اور دونوں کو ایک ہی پلڑے میں رکھ دیا۔ گویا دونوں کی فکر جسمانی شہوت کی دبیز تہوں میں دبی ہوئی تھی۔ میں ایسی تمام تفاسیر، شروح اور تعلیقات پر نظر ثانی کیے جانے کو ضروری سمجھتا ہوں۔''(۱۲)

گولن صاحب سیرتِ رسول اللہ کی وضاحت میں تفسیری ماٰخذوں سے استفادہ کرتے تو نظر نہیں آتے البتہ تفسیری ادب کا عمیق مطالعہ انھیں بعض مفسّرین کی اغلاط کی نشاندہی کے قابل بنا دیتا ہے اور دخل اندازی اس سوال پر کیا حضور ﷺ نے ایک صحابی کی آمد پر ناگواری کا اظہار کیا وہ واقعی ابنِ اُمّ

مکتوم ہی تھے؟ فرماتے ہیں:

''محقق مفسّرین نے نبی کریمﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے شخص کے مختلف نام ذِکر کیے ہیں، بلکہ ان میں اِس بات پر بھی اختلاف پایا جاتا ہے آیا وہ شخص واقعی بصارت سے محروم تھا، یا اسے مجازاً نابینا بیان کہا گیا ہے یہ صورتِ حال اِس واقع کو وسیع تر تناظر میں دیکھنے کی متقاضی ہے۔''(۱۳)

سیرتِ مصطفیٰﷺ کا حدیث سے گہرا تعلّق ہے، بلکہ سیرت حدیث کے بغیر ادھوری ہے۔ اسی کے پیشِ نظر فتح اللہ گولن نے سیرتِ مصطفیٰﷺ کے بیان میں بے شمار احادیث سے استشہاد کیا ہے۔ اکثر احادیث عربی متن کے ساتھ درج کی ہیں لیکن آپ کی ایک اور قابلِ قدر کوشش سنت اور حدیث کے فرق کو نمایاں کرنا۔ تدوینِ سنت اور اتباعِ سنت کی اہمیت کو اُجاگر کرنا ہے۔ سنت کا التزام جس طرح صحابہ کے ہاں موجود تھا۔ اسے گولن نے اپنی کتاب کی زینت بنایا۔ مثلاً تقبیلِ حجرِ اسود کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ کا یہ قولِ مبارک نقل کیا ہے:

''میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کوئی نقصان یا نفع نہیں پہنچا سکتا، اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے ہرگز نہ چومتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ صرف اتباعِ سنت کے جذبے سے حجرِ اسود کو بوسہ دیتے تھے۔''(۱۴)

ایک سیرت نگار نہ صرف آپ کی تعلیمات کا تذکرہ کرتا ہے بلکہ آپ کے جسمانی اوصاف کو بھی بیان کرتا ہے جس سے قاری کے ذہن کے پردے پر آپﷺ کے وجودِ مسعود کا ایک نقش سا بن جاتا ہے۔ گولن نے حضور کی عاجزی کو بیان کرنے کے لیے اِس روایت کا سہارا بھی لیا۔

''جب آپ مکہ مکرمہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تو تواضع کی وجہ سے آپ تھوڑی مبارک آپ کی اُونٹنی کی کوہان سے لگنے لگی۔''(۱۵)

آپﷺ کے شمائل کے تذکرے سے دُنیا بھر کا سیرتی ادب بھرا پڑا ہے۔ نورِ سرمدی فخرِ انسانیت میں بھی حضور کے سراپا کا ذِکرِ جمیل موجود ہے۔

''حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے نبی کریمﷺ کو چودھویں تاریخ کی رات میں دیکھا آپﷺ نے سُرخ جوڑا زیبِ تن فرما رکھا تھا۔ میں ایک نظر آپ کی طرف دیکھتا اور دوسری چاند کی طرف یقین مانیے آپ مجھے چاند سے زیادہ حسین لگ رہے تھے۔''(۱۶)

گولن صاحب نے گو کہ دو چھوٹی جلدوں میں سیرت رسول اللہ پیش کی لیکن ان تمام مآخذوں کو ملحوظ رکھا جو سیرت نگاری کے لیے ضروری ہیں۔ گزشتہ آسمانی مذاہب کی کتب مقدسہ سیرت فہمی کا ایک ذریعہ ہے جن میں حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا میں تشریف آوری کے حوالے سے پیشگی خبروں کی

موجودگی کی وجہ سے منکرینِ رسالت کے بھونڈے دلائل کی قلعی کھول دی گئی۔ انجیل یوحنا میں حضرت عیسیٰ کا قول ہے:

''میں جا رہا ہوں تاکہ تمہارے پاس سردارِ جہاں آئے۔''(۱۷)

گولن نے بھی انجیل سے حضور ختم المرسلین کے اوصاف کو منتخب کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''انجیل میں آپ کے مذکورہ اوصاف میں یہ بھی ہے کہ آپ ''صاحب القضیب'' یعنی صاحبِ شمشیر ہوں گے۔ آپ ﷺ حق کو پھیلائیں گے لیکن اگر حق کی راہ میں رُکاوٹیں کھڑی کی گئیں تو آپ طاقت اور تلوار کو بھی اِستعمال کریں گے۔''(۱۸)

ایک اور مقام پر گولن، انجیل برناباس کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

''علامہ حسین الجسری نے تورات اور انجیل کے موجودہ نسخوں میں حضور ﷺ سے متعلق ایک سو چودہ اشارات کی نشان دہی کی ہے۔ اِس قدر تحریف اور تبدیلی کے باوجود بشارات اتنی کثرت سے دیکھ کر انسان حیرت زدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ نیز انشاء اللہ ایک دن آئے گا، جب تحقیقات سے انجیلِ برناباس کی صحت کی تائید ہوگی جس میں ہم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام صراحتاً موجود پاتے ہیں۔''(۱۹)

گولن صاحب سیرت نگاری میں تاریخ کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں۔ وہ عہدِ نبوی کے کسی تاریخی واقعے کو اِس سے مماثل کوئی واقعہ دُنیا کے کسی دوسرے حصے میں بھی تلاش کر کے تجزیہ کر دیتے ہیں۔ بنونضیر جن کو حضور ﷺ نے مدینہ بدر کر دیا تھا، وہاں جا کر انھوں نے دیگر قبائل کے ساتھ مِل کر مسلمانوں کے خاتمے کی تدبیریں کرنے لگے۔ گولن اِس صورتِ حال کو معرکہ ''چنق قلعہ'' کے مماثل قرار دیتے ہیں، جس میں انگریزوں نے ہندوستانیوں، افریقیوں اور آسٹریلیا وغیرہ کی بہت سی اقوام کے ساتھ مِل کر دھاوا بولا تھا۔(۲۰)

غزوۂ احزاب کے موقع پر کھودی گئی خندق کے موجودہ احوال کو کسی ماہر آثارِ قدیمہ کی نظر سے دیکھ کر کہتے ہیں:

''اب یہ خندق مکمّل طور پر اَٹ چکی ہے۔ کاش اگر یہ باقی ہوتی تو ہم اِس خندق کو دیکھ سکتے جس کی کھدائی اور مٹی کی منتقلی میں حضور نے شرکت فرمائی۔ دورِ حاضر میں اس کے موجودہ آثار کی صحت کے بارے میں ہمیں علم نہیں، لیکن اگر عسکری علوم کا کوئی ماہران آثار کا گہرائی سے جائزہ لے کر ان کے اِس خندق کے آثار کے احتمال کو درست بتائے تو پھر اس سلسلے میں سنجیدہ اقدامات اُٹھانے کی ضرورت ہوگی۔''(۲۱)

---

☆ عن عمر رضی اللّٰہ انہ جاء الی الحجر الاسود فقبلہ فقال انی اعلم انک حجر لاتضرُّ ولا تنفع ولولا انّی رایتُ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقبلک ماقبلتک. (بخاری، کتاب الحج۔ باب ذکر فی الحجر الاسود)

جیسا کہ گولن صاحب نے حضور پُر نور کے حالاتِ زندگی بیان کرتے ہوئے عربی زبان وادب کی مہارت کا بھی ثبوت دیا ہے۔ اِس کتاب میں ثبوت کے طور پر وہ عربی محاورے، ضرب الامثال اور قدیم مقولوں کو پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کسی عورت کو زوجہ رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہونا قربِ خداوندی کی علامت ہے، کیونکہ رسول ﷺ کے گھر وحی کا نزول ہوتا ہے اور وہاں ہر وقت حضرت جبریل علیہ السّلام کی آمدورفت رہتی ہے۔ لہٰذا ''الغرم بالغنم'' فائدے کے بقدر نقصان کے مطابق ایسے گھر میں گناہ کے ارتکاب کی سزا طبعی طور پر زیادہ ہونی چاہیے۔ (۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نقد وجرح کرنے والوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

> ''جس طرح وہ ہر دور میں عقلی اور علمی سطح پر مغلوب رہے ہیں اِسی طرح مستقبل میں بھی ان کا یہی انجام ہوگا کیونکہ وہ چھلنی سے آفتاب کو چھپانا چاہتے ہیں۔ اگرچہ ہم ان کے اُٹھائے گئے ہر سوال کا جواب نہیں دے سکتے، لیکن ہمیں اپنے آباؤ اجداد کے اِس قدیم مقولے کی صداقت کا یقین ہے کہ
>
> لو كل كلب عوى ألقمه حجراً
>
> لأصبح الصخر مثقلا بدينار (۲۳)
>
> اگر تم نے ہر بھونکنے والے کتے کے منہ پتھر دے دیا تو ایک مثقال پتھر کی قیمت ایک دینار ہو جائے گی۔''

گولن صاحب نے کتاب کی دوسری جلد میں حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا عسکری پہلو کے عنوان سے حضور کے مقاصد جہاد، اسلام میں صلح بحیثیت اصل الاصول، رسول اللہ کی جنگی حکمت عملیاں اور عسکری مہمات کے نتائج کا تذکرہ کر کے اِس روایت کو نبھایا ہے جس کو تقریباً ہر قدیم وجدید سیرت نگار نے اجمالاً یا مفصّلاً ذِکر کیا ہے۔ درحقیقت آغاز میں تو مغازی کو ہی سیرۃ کہا جاتا تھا۔ چند صفحات پر مشتمل اِس باب میں تمام اہم غزوات کا تذکرہ جس خوبصورتی اور تحقیق کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اِسے دیکھ کر اُردو زبان میں لکھی گئی ایک کتاب ''حدیث دفاع'' یاد آجاتی ہے۔ میجر جنرل اکبر خاں کی یہ کوشش فیروز سنز لاہور نے ۱۹۵۴ء میں شائع کی۔ یہ ''مصنّف چونکہ دورِ جدید کی حربی ایجادات اور ملٹری سائنس کی جزیات سے واقف ہے۔ اسلام اور آنحضور ﷺ کی زندگی کے واقعات پر گہری نگاہ رکھتا ہے۔ اس لیے وہ موضوع سے انصاف کرنے میں پوری طرح کامیاب ہوا ہے۔ ہر غزوے پر اظہارِ خیال سے پہلے مصنّف نے میدانِ جنگ، گردونواح، جنگ کے اسباب، فریقین کی مورچہ آرائی صنف بندی لڑائی اور اس سے حاصل ہونے والے نتائج سے بحث کی ہے۔ یوں حدیث دفاع کی صورت میں آنحضرت ﷺ کا ایسا جنگی ہدایت نامہ سامنے آتا ہے جو دُنیا بھر کے جرنیلوں اور سپہ سالاروں کے لیے صحابہ کرام رضی اللّٰہ علیہم اجمعین وہ ہستیاں ہیں جنھوں نے نہ صرف آپ ﷺ کے اقوال و آثار کو محفوظ رکھا بلکہ آپ کی سنتِ مبارکہ کے ہر گوشے کو اُمتِ محمدیہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منتقل کیا۔ (۲۴)

صحابہ کے اِس احسانِ عظیم کی بدولت آج تک سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کا ہر گوشہ محفوظ ہے۔ گولن صاحب نے اپنی اس مختصر کتاب میں صحابہ کرامؓ کی علوشان کے اسباب پر بھی قلم اُٹھایا، کہتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ فرماتے اور وہ اللہ کو یاد کرتے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جن کا سایہ بھی ہمیں خواب میں نظر آئے تو ہم کئی کئی دن اس کی لذت سے سرشار رہیں، کے واسطے سے اللہ کے ساتھ اس کی عظمت وجلال کے مناسب حال مسلسل رابطے میں رہتے اور اس قسم کے تعلق فہم وادراک اور بصیرت کے ماحول میں ان کی زندگی کے شب وروز گزرے ہم تک سنت پہنچانے والوں کا یہ مقام ہے۔ ان میں سے کسی کے دل ہی جھوٹ کا خیال گزرنا بھی محال تھا۔''(۲۵)

جناب فتح اللہ گولن نے سیرتِ رسول ﷺ کے ایک اہم ترین ماخذ یعنی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درونِ خانہ حیات سے پھوٹنے والی کرنوں کو بھی اپنی تصنیف میں سمولیا۔ حضور ﷺ نے افرادِ خانہ کی تربیت جو نظام قائم کر رکھا تھا۔ اس کی عظمت ورفعت کا احساس کرتے ہوئے گولن اس نتیجے پر پہنچتے ہیں:

''گفتار وکردار کی ہم آہنگی کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھر والوں کو جس قدر متاثر کیا کسی اور کے لیے ممکن نہیں اگر تمام ماہرین تربیت ونفسیات تمام نظام ہائے تربیت کی تمام معلومات اکٹھی کر کے انھیں کام میں لائیں تو بھی ان کے اثرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کے اپنے گھر والوں پر پڑنے والے اثرات کے عشر عشیر کو نہیں پہنچ سکتے۔''(۲۶)

سیرت محمد عربی ﷺ پر شعراء کرام نے جو کچھ کہا۔ اس کے چند نمونے بھی ''نور سرمدی فخرِ موجودات'' میں ملتے ہیں۔ ان نمونوں میں حضرت فاطمہؓ اور حضرت بلالؓ کے اشعار منتخب فرمائے۔ حضرت فاطمہؓ نے اپنے عظیم والد کی وفات پر جو اشعار کہے انھیں ابنِ ماجہ کتاب الجنائز میں دیکھا جا سکتا ہے، مثلاً:

ماذا على سم تربة احمد

ألا يشم مدى الزمان غواليا

صبت على مصائب لو انّها

صبت على الايام عدن ليا ليا(۲۷)

(جس نے احمد (ﷺ) کی قبر سونگھ لی۔ اگر وہ عمر بھر کوئی خوشبو نہ سونگھے تو اسے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ مجھ پر غموں کے اتنے پہاڑ ٹوٹے کہ اگر وہ دِنوں پر ٹوٹتے تو وہ بھی رات میں تبدیل ہو جاتے۔)

بوصیریؒ کے اشعار بھی جابجا کتاب کی زینت میں اضافہ کر رہے ہیں۔ مثلاً:

وکیف یدرک حقیقته قوم
ینام تسلوا عنه بالحلم[۲۸]

(آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کو خوابِ غفلت میں مبتلا قوم کیسے پہچان سکتی ہے، جو آپ کے بارے میں محض خوابوں پر مطمئن ہے۔)

رومی کے اشعار کا حوالہ بھی کتاب میں کافی مرتبہ آیا: مثلاً رومی کے اشعار:

بود در انجیل نعتِ مصطفیٰ اں سر پیغمبراں بحرِ صفا
بود ذکر حلیها و شکل او بود ذکر غزو صوم و اکل او[۲۹]

صوفی شاعر ابراہیم حقی ارضرومی کے اشعار بھی شامل کیے مثلاً:

یا عین ماهذا النوم تعالیٰ واستیقظی فی اللیالی
وتاملی تاملی سیرالکواکب فی اللیاتی[۳۰]

ترک شاعر محمد عاکف ارسوری کے شعر کا ترجمہ اِس طرح دیا گیا:

''معاشرہ اور فرد سب اس کے مرہونِ منت ہیں بلکہ ساری انسانیت زیرِ بار احسان ہے
اے پروردگار قیامت کے دن اِس گواہی پر ہمیں اُٹھانا۔''[۳۱]

مقامِ مصطفیٰ ﷺ کی بلندی کا جو اعتراف معروف ایرانی شاعر کو ہے اسے بھی گولن صاحب حوالہ کے طور پر نقل کرتے ہیں۔ نظامی گنجوی نے کہا تھا:

لقد اصبحت انصاف الاهلة
حدوات تحت حوافر جواده[۳۲]

(ہلال دو ٹکڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے کے سموں کی نعل بن گیا۔)

اسلامی علوم، تاریخی واقعات اور اسلامی شخصیات پر کام کرنے کا مستشرقین کا اپنا ایک طریقِ کار ہے۔ عصرِ حاضر کے عظیم سیرت نگار جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری نے ''ضیاء النبی ﷺ'' کی چھٹی جلد انہی کے تذکرے کے لیے وقف کر رکھی ہے اور الحمدللہ اسے مستشرقین کو سمجھنے کا مستقل حوالہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ گولن صاحب نے بھی مستشرقین کے سیرتِ نبوی ﷺ پر مبنی مواد کو پیش کیا، بعض مستشرقین آپ ﷺ سے عناد رکھنے کے باوجود آپ کی عظمت کے معترف ہیں۔ جسٹس صاحب نے ولیم میور کے حوالے سے لکھا:

''محمد (ﷺ) ایک ممتاز شخصیت اور نیکی کا نمونہ تھے۔ انھوں نے عمر بھر کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے کسی شریف انسان کی طبیعت نفرت کرتی ہو۔ انھوں نے کئی سلطنتوں کو گرایا اور بہتوں کی داغ بیل ڈالی۔''[۳۳]

پیر کرم شاہ الازہری کی طرح گولن بھی مستشرقین کے ماخذوں پر تنقید کرتے ہیں جن کو سامنے رکھتے ہوئے انھوں نے سیرت و شخصیت پیغمبرِ اسلام پر ہرزہ سرائی کی۔ کہتے ہیں:

> ''حقائق کو مسخ کرنے والے گولڈزیہر، احمد امین، ابوریہ اور علی عبدالرزاق ایسے لوگ جو اِس کے برعکس دعویٰ کرتے ہیں وہ ''العقدالفرید'' ایسی ادب کی کتاب جس کا علم حدیث سے کوئی تعلق نہیں پر ماخذ کی حیثیت سے بھروسا کرتے ہیں انھیں چاہیے کہ پہلے درست ماخذ سے اِستفادہ کرنا سیکھیں۔''(۳۴)

سیرت کے اہم ترین ماخذ یعنی حدیثِ مبارکہ پر مستشرقین کی گستاخیاں کسی دردِ دل رکھنے والے مسلمان سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر احمد امین، گولڈزیہر نے نیند سے بیدار ہو کر ہاتھ دھونے کی نبوی ہدایت کا مذاق اس لیے اُڑایا کہ بعض مستشرقین اور عالم اسلامی میں ان کے بعض مغرب زدہ پیروکاروں کو اسے روایت کرنے والے صحابہ پسند نہیں ہیں۔ حالانکہ آغاز سے آج تک اُمت کی طرف سے تلقی بالقبول پانے والے ایک ایسی حدیث جو نہ صرف سائنس سے متصادم نہیں بلکہ اِس کے مطابق اور موافق ہے۔(۳۵)

''نور سرمندی فخرِ موجودات'' کے مطالعے سے تصوف پر گولن صاحب کے خیالات سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ صرف اِسی کتاب کے مندرجات کو جمع کیا جائے تو حاصل شدہ معلومات ایک علیحدہ مضمون کے متقاضی ہیں۔ آپ نے تصوف کی بنیادوں، اِس کے آغاز، صوفیاء کے زُہد و تقویٰ اور اشاعتِ اسلام میں ان مقرب ہستیوں کے کردار کو واضح کیا۔ یہ معلومات زیادہ تر کتاب ہٰذا کی جلد دوم میں پائی جاتی ہیں۔ صوفیاءِ کرام کس طرح معاشرے میں انقلابی رُوح پھونکتے ہیں۔ راقمۃ الحروف کو جسٹس پیر کرم شاہ الازہری اور گولن صاحب میں ایک بے نظیر مماثلت نظر آئی۔ ''مقالات'' نامی اپنی کتاب میں جسٹس صاحب فرماتے ہیں:

> ''ہندوستان میں نو صدیوں پر پھیلی ہوئی تاریخِ اسلام کا آپ مطالعہ کریں۔ آپ کو پتہ چلے گا جن سلاطین کی شجاعت اور بیدار مغزی کے ہم گیت گاتے ہیں، جن سالاروں کی کشور کشائیوں کا ذِکر کر کے ہمارا سر فخر سے بلند ہوتا ہے جن علماء اور فضلاء کے علمی کارناموں سے ایک دُنیا فیض یاب ہوتی ہے۔ وہ قادر الکلام اور نغز گو شعراء جنھوں نے اپنے کلام معجز نظام سے نیکی اور بھلائی کو فروغ دیا۔ برائی اور بدی کی بیخ کنی کی ان میں سے اکثر کسی نہ کسی مردِ کامل کے بستۂ فتراک تھے۔''(۳۶)

جسٹس صاحب کے نزدیک فتح قسطنطنیہ کا کریڈٹ بھی ان اللہ والوں کو ہی جاتا ہے۔ کہتے ہیں:

> ''فتح قسطنطنیہ دنیائے حرب کا محیر العقول کارنامہ تھا۔ سلطان محمد اپنے پیرِ طریقت (حضرت آق شمس الدین) کے فیضانِ نظر سے ''فاتح'' قرار پایا تھا۔ اس ۲۲ سالہ نوجوان کو اِس کے پیرِ کامل نے کہا تھا کہ تم قسطنطنیہ پر حملہ کرو اللہ تمہیں کامیابی دے گا۔''(۳۷)

گولن کے نزدیک یہ اولیاء اللہ سنتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُجالوں میں راہِ سلوک طے کرتے ہیں۔ اللہ کے ولی امامِ ربّانی کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں:

''میں نے راہ سلوک کی منزلیں طے کرتے ہوئے دیکھا سنتِ نبویہ کا نور دیگر تمام روشنیوں سے مختلف ہے۔ تمام اولیائے کرام کی فضا میں بکھری ہوئی روشنیاں درخشاں سنتِ نبویہ کے چھوٹے سے مسئلے کی روشنی کے سامنے ہیچ تھیں۔''(۳۸)

حضور ﷺ کا طریقہ یہ رہا کہ:

''رسول اللہ ﷺ انسان کے تمام عقلی، قلبی، رُوحانی اور وجدانی پہلوؤں کو پیشِ نظر رکھتے اور کسی بھی انسانی صلاحیت کو نظر انداز یا ختم نہ فرماتے تھے بلکہ اِس کی تمام صلاحیتوں کو فعال و متحرک کر کے بدترین انسان کو بہترین انسان بنا دیتے۔''(۳۹)

صوفیاء کی منزل سوائے تقرب الی اللہ کے کچھ اور نہیں ہے۔ ایک ولی کامل ابراہیم بن ادھمؒ کے تذکرے میں گولن لکھتے ہیں کہ درِ کعبہ پر کھڑے دُعا کر رہے تھے کہ میری آنکھوں کو اللہ تعالیٰ تجلّی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ اچانک برسوں سے بچھڑا بیٹا کعبہ کے پاس کھڑا نظر آیا تو فورِ محبّت سے اِس سے معانقہ کرنے لگے۔ ہاتفِ غیبی سے آواز آئی کی اے ابراہیم ایک دل میں دو محبّتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ یہ سننا تھا کہ حضرت ابراہیم بن ادھم پکار اُٹھے:

''جو میری اور آپ کی محبّت میں حائل ہو، اسے آپ اپنے پاس بلا لیجیے۔ چنانچہ ان کا بیٹا فوت ہو کر ان کے قدموں میں آ گرا۔''(۴۰)

رسول اللہ ﷺ جنابِ فاطمہؓ کو مادی آسائش اور زر و جواہر سے دور رہنے کی ہدایت فرماتے تھے۔ جیسا کہ جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ملکیت میں حضور ﷺ نے ایک طلائی زنجیر کو بھی پسند نہ فرمایا۔ اس پر گولن کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پیاری بیٹی کو اہلِ بیت اور پھر شیخ عبدالقادر جیلانی، بہاء الدین نقشبندی، احمد رفاعی اور شیخ شاذلی جیسی عظیم ہستیوں کی ماں ہونے کے اعزاز کے لیے تیار کر رہے تھے۔ کسی زاہد کی تعریف ہی گولن کے نزدیک یہ ہے کہ ساری دُنیا کا مالک بن کر دل میں عجب پیدا نہ ہو اور نہ ہی سب کچھ کھونے پر حسرت ہو۔ رسول اللہ ﷺ اس زُہد کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ اگر آپ کو ساری دُنیا کے خزانے مل جاتے تو آپ کو جو کے دانے کے برابر خوشی نہ ہوتی۔ نہ ہی اس سب کچھ کھونے پر ایک جو کے دانے جتنی حسرت ہوتی۔ اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ آپ نے کسبِ معاش چھوڑ دیا تھا۔

حضرت علیؓ کو سلاسل تصوف کا منبع قرار دیتے ہوئے محمد فتح اللہ گولن کہتے کہ آپ رضی اللہ کے خصوصی مقام، حضور ﷺ کے ساتھ آپ کی قرابت داری، اہلِ بیت کے اسرار سے واقفیت، آپؓ کی پشت سے رسول اللہ کی نسل سلوک کے سلسلے جاری ہوئے اور تمام اولیائے کرام کا سرتاج اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہونے میں آپؓ کا کوئی ثانی نہیں ہے۔(۴۱)

گولن صاحب نے عظیم صوفی عبدالعزیز دباغ سے آیت مبارکہ (ولقد همت به وهم بها) کا ایک تفسیری قول بھی نقل کیا لکھتے ہیں:

''زلیخا نے اپنے مقصد کو پانے کا ارادہ کیا اور حضرت یوسف علیہ السّلام نے اسے روکنے کا اِرادہ کیا جس پر اگر انھیں زلیخا کو مارنا، یا اس پر ہاتھ اُٹھانا پڑتا تو شاید وہ اِس سے بھی دریغ نہ کرتے۔''(۴۲)

مشرق و مغرب صوفیاءِ کرام کی تعلیمات سے فیض یاب ہے:

''محی الدین ابن عربی نے مغرب کو اِس قدر مسحور کیا کہ ہزاروں کی تعداد میں جرمن افراد کو ان تعلیمات کی برکت سے ایمان کی روشنی نصیب ہوتی جنھیں ابنِ عربی اور ان جیسی دیگر شخصیات نے پھیلایا۔''(۴۳)

گولن صاحب کے نزدیک صوفیاء اپنے مجاہدہ کی بدولت حسب ذیل انعامات سے نوازے گئے:

۱۔ ان ہستیوں کے قلوب بقول صوفی شاعر یونس امرہ صرف اللہ کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔(۴۴)

۲۔ یہ حضرات گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ نظری پہلو سے تو امام ربانی جیسے بزرگوں سے بھی معصیت کا صدور عکس ہے لیکن کوئی یہ ثابت نہیں کر سکا کہ انھوں نے عملی زندگی میں کوئی گناہ کیا ہو۔(۴۵)

۳۔ کرامت کے طور پر عالمِ غیب کا مشاہدہ کرتے ہیں اور انھیں دیدار حضور کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ حضرت محی الدین ابنِ عربی، مولانا جلال الدین رومی، امام ربزانی، مشتاق آفندی رحم اللہ نے غیب کی خبریں دیں۔(۴۶)

۴۔ یہ مستجاب الدعوۃ ہوتے ہیں لہٰذا حضور کے ایک ارشاد کے مطابق حضرت عمرؓ، حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے لیے دُعا کرنے کو کہا کرتے تھے۔(۴۷)

یہی وجہ ہے کہ گولن اپنے قاری کو قندیل حیات کی روشنی کے لیے ''حلیۃ الاولیاء'' کے مطالعہ کا مشورہ دیتے ہیں۔(۴۸) محمد فتح اللہ گولن ترک ہیں لہٰذا ان کے دیس کی مٹی کی خوشبو بھی قاری کو اپنی جانب متوجہ کرتی ہے لیکن یہاں بھی حوالہ سنت اور سیرتِ رسول ﷺ ہی ہے۔ کہتے ہیں مصر میں ترک قوم کے بارے میں ایک معقولہ مشہور ہے کہ بعض لمحات ایسے آتے ہیں جب کسی دوسری قوم کی قوتِ مدافعت جواب دے جاتی ہے اِس وقت یہ قوم جنگ کا آغاز کرتی ہے۔ گولن کہتے ہیں دراصل یہ مقولہ سچے مسلمانوں کے حق میں ہونا چاہیے تاکہ اِس مقولے کی صداقت ہمیشہ قائم رہے۔(۴۹)

گولن سلطنتِ عثمانیہ کے زوال کی وجوہ کا خوب ادراک رکھتے ہیں۔ اپنے ماضی کو یاد کر کے کہتے ہیں:

''سلطان سلیمان قانونی نے اپنی حکمرانی کے چھیالیس برس گھوڑے کی پشت پر ایک محاذ سے دوسرے محاذ کی طرف منتقل ہوتے ہوئے گزار رہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بعد ان کے دورِ حکومت میں مملکت کی حفاظت کا راز یہی تھا۔''(۵۰)

آپ مزید کہتے ہیں:

''یہ خیال غلط ہے کہ عثمانی فاتحین صرف اپنی عسکری قوت پر بھروسہ کرتے تھے کیونکہ اگر ہم

اس زمانے کے وسائل نقل وحمل کو پیش نظر رکھیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس قدر وسیع عریض سلطنت کا نظم ونسق صرف قوت کے بل بوتے پر چلانا قطعاً ممکن نہ تھا۔''(۵۱)

گولن فتح قسطنطنیہ کے حوالے سے صحابیٔ رسول ﷺ، حضرت ابوایوب انصاری کا تذکرہ بڑے احساسِ تفاخر کے ساتھ کرتے ہیں:

''ابوایوب انصاری اس شہر کی فتح کی سب سے پہلے خوشخبری سنانے والے تھے۔ انھوں نے جہاد کی خاطر مدینہ چھوڑا، سفر کی صعوبتیں برداشت کیں اور اس دُور دراز شہر تک پہنچے اور اس کی فصیل کے قریب مدفون ہونے کی وصیت کی۔''(۵۲)

سلطان مراد اوّل کی بسرعت قبولیتِ دُعا کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

''سلطان مراد اوّل نے معرکہ کوسووسے کچھ دیر پہلے دُعا کہ اے اللہ اُمتِ محمدیہ ﷺ کو فتح کی عزت عطا فرما اور مجھے شہادت نصیب کر۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دُعا کو قبول فرمایا چنانچہ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور معرکے کے اختتام پر سلطان مقتولین کے درمیان چل رہے تھے کہ میلوش نامی ایک سرب کے خنجر سے شہید ہو گئے۔''(۵۳)

زخمیوں سے چھلنی ہونے کے باوجود استنبول کی فصیل پر چڑھ کر عثمانی پرچم لہرانے والے بہادر ترک اولوباطلہ حسن کے حوالے سے گولن نے لکھا کہ پرچم لہراتے ہوئے اولوباطلہ سے کسی نے ان کی مسکراہٹ کا سبب پوچھا تو انھوں نے جواب دیا۔ رسول اللہ ﷺ یہاں ٹہل رہے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کا حسین چہرہ دیکھا ہے۔(۵۴)

## افکار گولن اُمتِ محمدیہ ﷺ کے مستقبل کے بارے میں

''نورِ سرمدی فخرِ موجودات'' میں فاضل مصنّف نے اُمتِ محمدیہ ﷺ کو اِس کے پوشیدہ اور اعلانیہ دُشمنوں کی سازشوں سے بھی آگاہ کیا ہے۔ وہ باطل نظریات اور کاذب شخصیات کا پول بڑی مہارت سے کھولتے ہیں اور بڑی دلسوزی کے ساتھ مسلمانانِ عالم کو دامانِ مصطفیٰ سے دوبارہ وابستہ ہونے کا مشورہ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں:

۱۔ ہمارے دُشمن ہمارے درمیان مٹھی بھر شر پسندوں اور اوباش قسم کے لوگوں کے جذبات بھڑکا کر انھیں شاہراہوں پر مظاہرے کرنے پر اُکساتے ہیں، پھر ہمیں کچلنے کے لیے مسلح فوج لے کر چڑھ دوڑتے ہیں۔(۵۵)

۲۔ ترکی کے عوام کو آگاہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ترکی میں تین سو سے زائد ایسے غیر ملکی سکول ہیں جو غیر ملکی اداروں کے لیے جاسوسی اور ثقافتی استعمار کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ ان کا یہاں ترکی میں کیا کام۔(۵۶)

۳۔ رُوحانی زندگی کے نام پر حضرت موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ کے متبادل کے طور پر پاسکل اور برگساں کو پیش کرنے والوں نے رُوح حاضر کرنے اور تناسخ ارواح کے مفاہیم کے ذریعے دین کا

حلیہ بگاڑا۔(۵۷)

گولن کہتے ہیں کہ دُنیا میں روشنی اور نور پہنچانے والی محمدی فوج جو تقریباً دو نسلوں سے اپنے منصب سے معزول ہو چکی تھی۔ اپنے چھوڑے ہوئے عبادت خانوں کی طرف پورے اعتماد اور فخر سے آگے بڑھ رہی ہے۔ آج بلغاریہ، رُوس اور بھارت کے مظالم جو مسلمانانِ عالم پر توڑے جا رہے۔ دُنیا میں ایسے لوگ موجود جو انھیں بُرا اور قابلِ مذمت سمجھتے ہیں لیکن طاقت کے نشے میں چور قریش مکہ کو مٹھی بھر محبانِ اسلام پر ظلم کرنے سے کوئی بھی نہیں روکتا تھا۔(۵۸)

گولن کہتے ہیں: اسکندرِ اعظم، ہنبل (Hannibal) نپولین، ہٹلر، محمد فاتح، سلطان سلیم اوّل، سلطان بایزید، جلال الدین حرزم شاہ، صلاح الدین ایوبی، طارق بن زیاد اور چالیس سال تک رُوس کے خلاف برسرِ پیکار رہنے والے امام شامل عظیم قائد تھے، لیکن کامیاب قیادت کی تمام صفات بدرجہ اتم صرف رسول اللہ ﷺ میں پائی جاتی ہیں۔(۵۹)

اپنی رجائیت پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے گولن پیش گوئی کرتے ہیں کہ:

> ''انشاءاللہ عنقریب ماسکو کے قلب میں اذانِ محمدی بلند ہوگی۔ دعوتِ محمدی کے پروانے زمین کا کوئی گوشہ دعوتِ محمدی سے خالی نہ چھوڑیں گے۔''(۶۰)

انسانیت کو مساوات آپ ﷺ سے ملی اگر دوبارہ انسانیت اس مقام تک پہنچی تو آپ ﷺ کی برکت سے ہوگی۔ یہ انتظارِ علم قانون کی فطرت سے پھوٹنے والی حقیقت ہے۔

# حوالہ جات


1- Dogu Ergil, Fathullah Gulen-The Gulen movement in 100 questions, Newyork, Blue Dome Press, 2012, Page not mentioned.

2- Compo, Juan Eduardo, Encyclopedia of Islam, Newyork, Infobase publishing, 2009, P.269

3- Dogu Ergil, Fathullah Gulen-The Gulen movement in 100 questions, Page not mentioned.

4- Compo, Juan Eduardo, Encyclopedia of Islam, Newyork, P.269

۵۔ گولن، فتح اللہ، محمد ﷺ نورِ سرمدی فخرِ انسانیت، اسلام آباد: ہارمنی پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء، ۲۵/۱

۶۔ ایضاً، ۱۱۸/۲

۷۔ نعیم صدیقی، محسن انسانیت، لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب، ۱۹۶۲ء

۸۔ ایضاً

۹۔ طاہر القادری، ڈاکٹر، مطالعہ سیرت کے بنیادی اُصول، لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء

۱۰۔ صلاح الدین، ثانی، پروفیسر، ڈاکٹر، اصولِ سیرت نگاری، تعارف مآخذ ومصادر، کراچی: مکتبہ یادگارِ شیخ الاسلام پاکستان، علامہ شبیر احمد عثمانی، ۲۰۰۳ء، ص ۸۷/۲

۱۱۔ الفتح ۱۱
۱۲۔ گولن، فتح اللہ، محمد ﷺ نورِ سرمدی فخرِ انسانیت، ص۲۲۸/۲
۱۳۔ ایضاً، ص۲۶۳/۲
۱۴۔ ایضاً، ص۳۳۷/۲
۱۵۔ ایضاً، ص۱۵۴/۲
۱۶۔ ایضاً، ص۳۶۷/۱
۱۷۔ انجیل یوحنا ۱۶:۸
۱۸۔ گولن، فتح اللہ، محمد ﷺ نورِ سرمدی فخرِ انسانیت، ۳۲/۲
۱۹۔ ایضاً، ص۳۶۳/۲
۲۰۔ ایضاً، ص۱۱۳/۲
۲۱۔ ایضاً، ۱۱۴/۲
۲۲۔ ایضاً، ص۱۹۸/۲
۲۳۔ ایضاً، ۲۴۹/۲
۲۴۔ انور محمود، خالد، ڈاکٹر، اُردو نثر میں سیرتِ رسول ﷺ، ص۷۰۹۔۷۱۰
۲۵۔ گولن، فتح اللہ، محمد ﷺ نورِ سرمدی فخرِ انسانیت، ص۴۰۰/۲
۲۶۔ ایضاً، ص۴۰۸/۲
۲۷۔ ایضاً، ص۱۳۵/۱
۲۸۔ ایضاً، ص۷۸/۲
۲۹۔ ایضاً، ص۶۳/۱
۳۰۔ ایضاً، ص۱۱۰/۲
۳۱۔ ایضاً، ص۵۸/۲
۳۲۔ ایضاً، ص۶۹/۲
۳۳۔ ایضاً، ص۱۶۱/۲
۳۴۔ گولن، فتح اللہ، محمد ﷺ نورِ سرمدی فخرِ انسانیت، ص۴۱۵/۲
۳۵۔ ایضاً، ص۳۷۱/۲
۳۶۔ محمد کرم شاہ الازہری، پیر، جسٹس، مقالات، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۰ء، ۳۹۳/۱
۳۷۔ ایضاً، ص۳۹۴/۱
۳۸۔ گولن، فتح اللہ، محمد ﷺ نورِ سرمدی فخرِ انسانیت، ص۳۰۶/۲
۳۹۔ ایضاً، ص۴۲۰/۲
۴۰۔ ایضاً، ص۲۶۸/۱
۴۱۔ ایضاً، ص۶۶/۲
۴۲۔ ایضاً، ص۲۲۸/۲
۴۳۔ ایضاً، ص۴۵۷/۲
۴۴۔ ایضاً، ص۷۹/۲
۴۵۔ ایضاً، ص۱۸۲/۲
۴۶۔ ایضاً، ص۱۹۴/۱
۴۷۔ ایضاً، ص۲۴۷/۲
۴۸۔ ایضاً، ص۱۸۷/۲
۴۹۔ ایضاً، ص۴۹۴/۲
۵۰۔ ایضاً، ص۸۰/۲
۵۱۔ ایضاً، ص۱۷۹/۱
۵۲۔ ایضاً، ص۱۴۴/۲
۵۳۔ ایضاً، ص۱۰۳/۲
۵۴۔ ایضاً، ص۱۴۴/۲
۵۵۔ ایضاً، ص۵۵/۲
۵۶۔ ایضاً، ص۳۱/۲
۵۷۔ ایضاً، ص۳۰۵/۲
۵۸۔ ایضاً
۵۹۔ ایضاً، ص۱۴۷/۲
۶۰۔ ایضاً، ص۲۳۴/۱